## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کو ریزش سے نسبتاً آرام ہے۔ حضور گاہے گاہے سیر کو تشریف لے جاتے ہیں ۔

۲ - نواب محمد علی خان صاحب قائز المرام سفر سے واپس تشریف لائے ۔

۳ - دعا پر کل اتوار بتاریخ ۱۴ - فروری مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مبلغین کی اعلیٰ کلاس کے سامنے لیکچر دیں گے - ان لیکچروں میں دارالامان کی احمدیہ پبلک کی دلچسپی بڑھ رہی ہے ۔

۴ - صوفی غلام محمد صاحب بی - اے کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا بخشا ہے - حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کا نام محمد رکھا ۔

## بعض مسائل

ایک صاحب نے سوال کیا ۔ کہ ایک شخص حضرت اقدس کو بزرگ سمجھتا تھا - مگر جماعت میں شامل نہ تھا - کیا اس کا جنازہ پڑھ لیں فرمایا - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بیٹے فضل احمد کی وفات پر آنسو بہائے اور فرمایا - کہ اس نے ہماری کبھی مخالفت نہیں کی تھی - ہمیشہ فرمانبردار رہا - باوجود اس کے حضور نے اسکا جنازہ نہیں پڑھا تھا ۔

ایک سائل کو لکھایا - جب ہم نبی کریم یا رسول کریم یا آنحضرت یا رسول اللہ کا لفظ بولتے ہیں - تو اس سے مراد حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتی ہے - اور جب کبھی حضرت مسیح موعود کے واسطے نبی یا رسول بولتے یا کہتے ہیں - تو اس کے ساتھ ایسا قرینہ ضرور موجود ہوتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے - کہ یہ حضرت مرزا صاحب کے بارے میں ہے پس کوئی اشتباہ نہیں پڑ سکتا ۔

جسکی ولادت مشتبہ ہو اسکی اقتدا میں نماز پڑھنیکا مسئلہ پوچھا گیا فرمایا

## اخبار احمدیہ

(۱) مجربات نورالدین حصہ سوم (حضرت مولانا نورالدین کے بیاض سے منقول) چھپ گیا ہے جو صاحب چاہیں منگوا لیں درخواست بنام مفتی فضل الرحمٰن قادیان آنی چاہیئے ۔ (۲) محمد عثمان لکھنو ایک سخت مخالف کی وفات کی خبر دیتے ہیں جو حضرت اقدس کو بہت برا کہتا تھا - اور جو اپنا بہت سا روپیہ ضائع ہو جانیکے صدمہ سے بیمار ہو گیا - عبرت ! ۔ (۳) قاضی احمد علی صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں القول الفصل تو غیر احمدی بھی سنکر فدا ہوتے جاتے ہیں - غیر مبائعین پر اثر نہ ہو تو نہ ہو - حضور نے ان کے شکوک کا ازالہ کر دیا ہے ۔ (۴) محمد شریف اللہ صاحب صوابی کو مخالفین نے بہت تنگ کر رکھا ہے وہ گاؤں تک چھوڑ دینے پر تیار ہو رہے ہیں - اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو ۔ برادر محمد امین صاحب تحصیل صوابی کو بھی ایک مجلس میں بلا کر مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے ہادی

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر - ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

# جنگ یورپ

**انگریزی فوج کا نقصان۔** لنڈن ۸۔ فروری۔ مسٹر اسکوئتھ نے اس امر کا اعلان کیا۔ کہ ۴۔ فروری تک انگریزی فوج کا کل نقصان ایک لاکھ ۴ ہزار ہوا ہے۔

**آسٹریا کے تیل کے چشموں پر قبضہ۔** کلکتہ ۸۔ فروری۔ روسی سپاہ نے کوہستان کارپیتھین میں درہ انڈوک کو عبور کرنے کے بعد آسٹریا کے ایک زرریز اور مشہور تیل کے چشمہ پر قبضہ کر لیا۔ آسٹروی کارخانوں کی تمام کلیں وغیرہ تباہ کر دیں۔ اور بڑے بڑے ۲۰۰ تیل کے تالابوں کو توڑ کر خالی کر دیا۔

**میدان جنگ میں قرآن شریف۔** سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن کی انڈین کونسل سے یہ درخواست کی گئی ہے۔ کہ ان مسلمان سپاہیوں کے لئے جو یورپ کے ہسپتالوں میں بیمار اور زخمی ہیں۔ قرآن شریف بہم پہنچائے جائیں۔ چنانچہ ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنی شاہانہ فیاضی کو کام فرما کر قرآن شریف کی ۵۰۰ جلدیں عطا فرمائی ہیں۔ جو مناسب تعظیم و تکریم کے ساتھ میدان جنگ کو روانہ کر دی جائینگی۔

**برطانیہ کی عظیم فوج۔** لنڈن ۸۔ فروری۔ ۳۰ لاکھ فوج کے فوجی ووٹ کے یہ معنی نہیں۔ کہ اس وقت برطانیہ کے پاس فی الحقیقت اسقدر فوج موجود ہے۔ بلکہ گورنمنٹ اسی حد تک فوج بھرتی کرنے کا اختیار طلب کرتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک لاکھ کے لئے ایک ہزار پونڈ کا محض رسمی ووٹ پاس کیا جائیگا۔

**ایک دوکان کا منافعہ۔** ولائیتی تار مظہر ہے کہ دوکان موسومہ ہوم اینڈ کولونیل سٹورز کو ۱۹۱۴ء میں ۲۲۴۸۰۰ کا منافع ہوا۔ جس میں سے حصہ داروں کو ۲۵ فیصدی منافعہ تقسیم کرنے کے بعد ۴۰۰۰ پونڈ ریزرو فنڈ میں ڈالے گئے۔

**جرمنی کو بھوکوں مارنے کی کوشش۔** کلکتہ ۸۔ فروری۔ ڈاکٹر وان بتھمین ہالوگ نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ "انگلستان جرمنی کو بھوکوں مار کر اطاعت قبول کرانی چاہتا ہے۔ مگر ہمارے پاس خوراک کا اس قدر ذخیرہ موجود ہے۔ کہ اگر ہم کفائت شعاری سے کام لیں تو آئندہ فصل تک ہمارے لئے بالکل کفائت کر سکتا ہے۔"

**بحری سپاہ میں اضافہ۔** لنڈن ۸۔ فروری۔ ۳۲ ہزار مزید افسر اور آدمی بھرتی کئے گئے ہیں۔ جس سے کل میزان ۲½ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔

**برسلا کی گولہ باری اور روسی بیڑا۔** لنڈن ۹ فروری۔ برسلا نے یالٹا پر جو کریمیا میں واقع ہے۔ گولہ باری کی ہے جس سے چار دوکانوں کو نقصان پہنچا ہے۔ روسی بیڑے نے اسکے جواب میں طرابزن کے ۸ انچ والے توپخانہ پر گولہ باری کی۔ جہاں دو سٹیمر اور ایک چھوٹی کشتی غرق کر دی گئی۔ ان میں سے ایک سٹیمر اسباب سے لدا ہوا تھا۔

**پیرس کی سرکاری اطلاع۔** لنڈن ۹۔ فروری۔ بلجیم کے مختلف مقامات میں توپخانہ کی لڑائی جاری ہے۔ جرمنوں نے نیپرز اور رفرانس پر گولہ باری کی۔ سایسان پر بھی انھوں نے آتش انگیز گولوں سے گولہ باری کی۔ بگائیل کے نواحی جنگل میں طرفین کی جدوجہد جاری ہے۔ ہم اپنے مورچوں پر بدستور قائم ہیں۔

**توپخانہ کی سرگرمی۔** لنڈن ۹۔ فروری۔ بلجیمی توپخانہ نے ایک مزرعہ کو تباہ کر دیا۔ اور وہاں سے جرمن بھاگ گئے۔ بتھون (فرانس) کی سڑک پر ہم نے ایک کارخانہ پر قبضہ کر لیا۔ جہاں غنیم نے پاؤں جما رکھے تھے۔

**پولینڈ اور گلیشیہ کے خونریز معرکے۔** وسچولا کے مغربی کنارے پر گولہ باری جاری ہے۔ مگر غنیم چنداں سرگرمی کا اظہار نہیں کرتا۔ دریائے بزورا کے شمالی حصہ پر ہماری پیشقدمی جاری ہے۔ اور ہم نے اتوار کے روز کیمپوں کے قریب غنیم کے ایک اہم موقع پر قبضہ کر لیا۔ اور ۳۶۰ قیدی گرفتار کئے۔

**پیٹروگراڈ کی سرکاری اطلاع۔** جرمن جو رفتہ رفتہ مشرقی پروشیا میں اپنی جدید سپاہ کا اجتماع کر رہے تھے۔ انہوں نے ۷۔ فروری کو جنرل جانسبرگ کے محاذ پر سخت جارحانہ پہلو اختیار کر لیا۔ اور وہ بائیں پر پے در پے حملے کر رہے ہیں۔ یعنی ضلع لاسڈینن میں اور بلاگیائین ریلوے پر ہم نے اول الذکر حملے کو پسپا کر دیا اور قریباً سالم بٹالین کا صفایا کر دیا۔

**ائتلاف ثلاثہ کا مالی اتحاد۔** روس۔ فرانس اور برطانیہ کے وزراء مال نے پیرس میں کانفرنس منعقد کر کے یہ تجویز پاس کی۔ کہ جنگ کو کامیابی کے ساتھ انجام تک پہنچانے کے لئے حلیف سلطنتوں کے مالی ذرائع متحد کر دیئے جائیں۔

**شیخ سنوسی اور مصری گورنمنٹ۔** لنڈن ۹۔ فروری۔ شیخ سنوسی نے سلیمان الباروفی اور دیگر شورش پسندوں کو مصر کے خلاف سازش کرنے کے لئے گرفتار کر لیا ہے۔

# ہندوستان کی خبریں

**مقدمہ سازش دہلی کا آخری فیصلہ۔** پنجاب چیفکورٹ نے ۱۰۔ فروری کو مقدمات سازش دہلی کے اپیلوں کا فیصلہ سنا دیا۔

امیر چند۔ اودھ بہاری۔ اور بالمکند کے مقدمات میں دہلی کے سشن جج کا فیصلہ بحال رکھا گیا۔ یعنی چیفکورٹ نے ہر سہ ملزمان کی سزائے موت کی تصدیق کر دی۔ بسنت کمار بسواس کی متعلق سرکار کی طرف سے جو نظر ثانی کی درخواست کی گئی تھی۔ وہ منظور ہوئی۔ اور حبس دوام بعبور دریائے شور کے بجائے اُسے پھانسی کی سزا دیگئی۔ چرنداس جو سشن جج دہلی کی عدالت سے چھوڑ دیا گیا تھا چیف کورٹ نے اس کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی۔ براج اور ہنونت سہائے کے اپیل ایک حد تک منظور ہوئے۔ اور ان کی سابقہ سزا حبس دوام کی بجائے سات سات سال بعبور دریائے شور کر دی گئی۔

**درآمد طلا و نقرہ۔** ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء کے اندر ہندوستان میں ۴۹½ لاکھ روپیہ کا سونا اور قریباً ۶۷½ لاکھ روپیہ کی چاندی باہر سے آئی۔ اپریل سے دسمبر ۱۹۱۴ء تک کے ۹ ماہ میں درآمد طلا کی مقدار ۵۰۸۹۵۶۵۳۰ روپیہ اور درآمد نقرہ کی مقدار ۶۵۰۸۸۰۲۴ روپیہ تھی۔ جس کی مجموعی مقدار ۱۲½ کروڑ روپیہ کے قریب پہنچتی ہے۔

**مقدمہ قتل آرہ کا مجرم۔** بنگال بہار واڑیسہ کے قریباً ایکہزار باشندوں نے مقدمہ قتل آرہ کے موتی چند بدم چند کی سزائے موت کو بچانے کیلئے حضور وائسرائے سے رحم کی درخواست کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الفضل

قادیان - دارالامان - ۱۴ - فروری ۱۹۱۵ء

## موتا موتی لگ رہی ہے

(خدا کا کلام جو ۲۶-۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کی درمیانی شب کو مسیح موعود پر نازل ہوا)

جو کلمہ آج کے لیڈر کا زیب عنوان ہے ـ وہ آج سے کئی برس پہلے خدائے عالم الغیب کی طرف سے اس زمانہ کے ہادی و مرسل خدا کے فرستادہ مسیح موعود کو الہام ہوا تھا ـ اور اسطرح جن واقعات سے آج بنی نوع انسان کو دوچار ہونا پڑا ہے ـ ان کی اللہ تعالیٰ نے سالہا سال پہلے خبر دیدی تھی ـ اور اس قبل از وقت خبر دینے سے ذات باری کی اپنی قدیم سنت کے مطابق یہ غرض تھی کہ گمراہ و گنہگار مخلوق عذاب کی آمد سے قبل اپنے خدا کو پہچانے اور اسکے عتبہ عالیہ پر سر رکھ کر سجدہ مانے توبہ کرے ـ اور زمانہ کے نذیر کو پہچانے ـ مگر بمصداق آیت مجید یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ـ ترجمہ ـ افسوس ہے لوگوں پر کہ نہیں آئے ان کے پاس رسول مگر انہوں نے ان پر ہنسی کی ؀ خدا تعالیٰ سے دور افتادہ مخلوق نے الٰہی کلام پر ہنسی اڑائی ـ اور ایک رسول من اللہ کے پیام کو تحقیر کی نظر سے دیکھا ـ یورپ اور امریکہ نے کبھی اور ٹوکیو کی زندگیوں ـ سان فرانسسکو ـ میسینا اور پرتگال کے زلازل میں آسمانی نشانات دیکھے ـ ایشیا نے کوریا کی نازک حالت اور ایک مشرقی طاقت "ڈرزلزل و دیوان کسریٰ افتاد" نیز طاعون و زلازل کی صورت میں خدا کا ہاتھ ملاحظہ کیا مگر دیکھتے ہوئے نہ دیکھا ـ اور سنتے ہوئے نہ سنا ـ آخر وہ زمانہ آگیا جو شدید ترین عذاب کے لئے مقرر تھا ـ اور جسکی نسبت خدا تعالیٰ کے مسیح نے فرمایا تھا ـ

"زمین پر اسقدر تباہی آئیگی ـ کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ـ ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی" ؀

موت کا بازار گرم ہوا ـ اور سختی سے گرم ہوا ـ انسانی خون کی ندیاں چلیں اور بڑے پیمانہ پر چلیں ـ دنیا پر "قیامت کا عذاب اور بے نظیر تباہی و بربادی" کا منظر خوفناک ہیبت کے ساتھ رونما ہوا ـ اور ابھی تک سیاسی و طبعی زلازل کی صورت میں جاری ہے ؀

یورپ کی مہیب و خونریز جنگ تباہی و بربادی و خون آشامی کے لئے اپنی نظیر آپ ہے ـ اور ابھی تک اس کے جلد ختم ہونے کے آثار تک بھی دکھائی نہیں دیتے ـ بلکہ محاربین کے غصے اور طیش کی آگ دن بدن زیادہ تیزی اختیار کرتی اور حضرت عزرائیل کی ہمیشہ سے بڑھی ہوئی مصروفیت پر مزید اضافہ کرنے کے سامان مہیا کر رہی ہے ـ جزیرہ نما سینا کی ریت جو ابھی تک اپنی اصل خاکستری رنگ زیب سر کئے تھی ـ اب اسیر جرمن سادہ مزاج بہادر ترک کے خون سے رنگین ہو رہی ہے ـ اور قرائن بتاتے ہیں ـ کہ قریب مستقبل جزیرہ نما بلقان کی سنگلاخ زمین کو گہرے ارغوانی رنگ سے رنگین کریگا ـ اور موتا موتی کا عالم اب سے بھی زیادہ زور کے ساتھ دنیا کو اپنا چہرہ دکھائے گا ؀

جرمنی کے خون میں کھیلنے بلکہ یوں کہو ـ کہ خون میں نہانے والے قیصر نے آخری گھوڑے اور آخری سوار تک لڑنے کے تباہی خیز ارادہ کو ابھی تک دل میں مضبوط جگہ دے رکھی ہے ـ اور ریوٹر کی تازہ ترین برقی خبریں نہ صرف حسب معمول بھاری نقصان جان اور ہولناک اتلاف جان کی خبریں لا رہی ہیں ـ بلکہ یہ بھی بتاتی ہیں ـ کہ قیصر کی فوج کا ایک حصہ لشکر موت کے نام سے موسوم ہے ـ اور جان دینا ہی اپنا فرض سمجھتا ہے ـ چنانچہ بیرن ریوٹر فرماتے ہیں ـ

لنڈن ۵ فروری ـ پیٹرو گراڈ سے آئی ہوئی خبریں مظہر ہیں ـ کہ بورز یموف کے جنگ میں سات جرمن ڈویژنوں نے گھنی صفوف میں روسیوں پر حملہ کیا ـ اس حملہ آور فوج کا نام لشکر موت تھا ـ کیونکہ اس فوج کے سپاہیوں کی نسبت موت اور بربادی کے گھاٹ اترنے کا پہلے ہی سے یقین کر لیا گیا تھا ـ حملہ آوروں کی صفوف میں اسقدر ہولناک قتل عام برپا ہوا ـ جسکا نظارہ نہایت ہی بھیانک تھا"

پھر اس تار کی تصدیق سکرٹری آف سٹیٹ نے اپنے ۸ فروری کے برقی مراسلہ بگلیں الفاظ فرمائی ہے "جرمن قیدیوں کا بیان ہے کہ انکی گھنی صفوف میں اور محدود میدان جنگ کے اندر اسقدر ہولناک قتل عام برپا ہوا ـ جسکا نظارہ نہایت ہی بھیانک تھا" اب ایک طرف اس بیان سے اور دوسری طرف صرف جرمنی کے ۲۵ لاکھ رسی اور ۱۵ ہزار بحری سپاہیوں کے نقصان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ایسن ـ میوز اور لیس کے پانی خون آلودہ ہیں ـ بلکہ ڈینوب وسچولا اور بزورا کا منہ بھی خون آلودہ ہو رہا ہے ـ اور ان پانیوں کے قدرتی سفید رنگ کو انجیار کا رنگ دینے میں قضا و قدر نے تنہا جرمن خون کا استعمال نہیں کیا ـ بلکہ اسمیں نیلسن و ولنگٹن اور نپولین و ڈوپلے کے ہمقوم بہادروں نیز آسٹریا ہنگری ـ بلجیم اور سرویا کے فرزندوں اور بھارت ورش اور ریاستہائے بربر کے جانباز بہادروں کے خون کی بھی آمیزش ہے ـ اور اگر چشم پر آب کے خونی اشکوں کو تھام کر میدان کارزار کا تماشہ منے والے شمال و مشرق و جنوب پر بھی ایک نظر دوڑائے تو پھر وہ دیکھیگا ـ کہ کوہ قاف کی سفید برقعہ پوش چوٹیاں کاسکوں کے گرم خون سے رنگین اور آذربائیجان کا بدقسمت صوبہ اور اسکا شاہد و تنہیر ایرانی باشندہ حملہ آور عثمانی و روسی کی خونی جد و جہد سے تباہی و بربادی کا ایک ہولناک منظر بن رہے ہیں ـ نار حرب کا شعلہ ـ یالشکروں کے حملوں کا شرف رود بار انگلستان ـ بحیرہ شمالی ـ بحیرہ بالٹک ـ بحیرہ روم ـ بحیرہ قلزم اور خلیج فارس کے پانیوں پر ہو رہا ہے ـ بلکہ پانیوں سے گذر کر افواج موت کی یورش یورپ ایشیا اور افریقہ کے سواحل پر بھی ہو رہی ہے ـ پھر حضرت عزرائیل کے سپاہی موت کی اس گرم بازاری پر مطمئن نہیں ہے ـ انہوں نے بھیس بدلکر تقدس مآب پاپائے روم کے مقدس محل کے قرب و جوار پر زلزلہ کی شکل میں حملہ کیا ـ اور سوئٹزرلینڈ و آسٹریا کی سرحد سے لیکر جنوبی اٹلی تک تمام ملک کو کم و بیش نقصان پہنچایا ہے ـ ۲۰ قصبے تو بالکل پیوند خاک کر دیئے گئے ـ اور جہاں پر قصبے تھے ـ وہاں گرد اور دھوئیں کے بگولے اٹھتے ہوئے دکھائی دیتے تھے قصبات کا نام و نشان نہ تھا ـ ریلوے لائین کے گرد کی تمام عمارتیں برباد ہو گئیں ـ بہت سے اور قصبوں کو نقصان پہنچا اور خاص روم میں ۸۰ گھر متاثر ہوئے ـ قصبہ اویزینو کی کل آبادی میں سے ـ ۵ نفوس باہر تھے ـ باقی سب کو بقول ٹائمز آف لنڈن زلزلہ نے سوتے ہوئے آلیا ـ فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جٰثمین ؀ غرض آج چاروں طرف موت کا بازار گرم ہے ـ اور ہر جگہ موتا موتی لگ رہی ہے ـ اور اس حیرت انگیز تباہی نے ہمعصر "خطیب" دہلوی سے بھی مفصلہ ذیل الفاظ لکھوا دیئے ہیں ـ "آجکل تمام دنیا ایک سرے سے دوسرے سرے تک تلاطم و تزلزل اور حوادث و شدائد کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے ایسی مہیب نار الحرب بھڑکی ہے کہ اسکے شعلوں سے کوئی ملک اور کوئی قوم محفوظ و مصئون نظر نہیں آتی" پھر اسکے بعد خطیب لکھتا ہے کہ یہ عذاب الٰہی ہے ـ ہم اپنے ہمعصر اور تمام طالبان حق کو خدا تعالیٰ کا یہ قول وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا یاد اور "موتا موتی" کی پیشگوئی کرنیوالے نذیر کے دعاوی کی طرف توجہ دلاتے اور حق کی طرف بلاتے ہیں ـ وما علینا الا البلاغ ؀

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ

# تصدیق المسیح

## کیا مرزا صاحب خدا کے بیٹے تھے؟

معترض۔ خدا سے نہ ڈر کر الزام لگانے والا معترض توضیح مرام صفحہ ۲۷ کا حوالہ دیکر لکھتا ہے۔

مسیح قادیانی (مرزا) اور مسیح بن مریم کو ابن اللہ یعنی خدا کا بیٹا کہنا درست ہے۔ خدا کی محبت نر انسان کی محبت مادہ کی حیثیت سے جب ملتی ہیں تو بہروو کا ولد روح القدس پیدا ہوتا ہے۔ لہذان ہر سہ کے مجموعہ کا نام پاک تثلیث ہے یعنی عیسائیت میں صرف تثلیث ہے۔ اور احمدیت میں پاک تثلیث۔ کچھ بڑا فرق نہیں۔

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ کا حوالہ دیا ہے۔

انت منی بمنزلۃ اولادی (یہ آپکی عربی دانی ہے۔ یعنی ولدی راقم) تو اسے مرزا میرے بمنزلہ بیٹے کے ہے۔ احمدیت میں مرزا صاحب بمنزلہ خدا کے بیٹے کے ہیں۔ عیسائیوں میں مسیح ابن اللہ ہے۔ احمدیت میں دو ابن اللہ ہیں۔ ابن مریم اور مسیح قادیانی۔

آپ ذرا مہربانی فرما کر اصل کتابیں دیکھئے۔ اور معترض کی تقویٰ شعاری کی داد دیجئے۔

"اگر یہ استفسار ہو۔ کہ جس خاصیت اور قوتِ روحانی میں یہ عاجز اور مسیح بن مریم مشابہت رکھتے ہیں۔ وہ کیا شے ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے۔ جو ہم دونوں کے روحانی قویٰ میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایکطرف اوپر کو جاتی ہے نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی دلسوزی اور غمخواری خلق اللہ ہے۔ جو داعی الی اللہ اور اس کے مستعد شاگردوں میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو (جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے) ان تمام سرسبز شاخوں میں پھیلاتی ہے۔ اوپر کیطرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے۔ جو اول بندہ کے دل میں بارادۂ الٰہی پیدا ہو کر ربِ قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں۔ ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت **خالق اور مخلوق میں** پیدا ہو کر الٰہی محبت کے چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے۔ ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جسکا نام روح القدس ہے۔ سو اس درجہ کے انسان کی روحانی پیدائش اس وقت سے سمجھی جاتی ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ خاص سے اس میں اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔ اور اس مقام اور اس مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بیجا نہیں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادۂ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے۔ ایک نیا تولد بخشتی ہے اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافخ المحبت ہے **استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ** ہوتا ہے۔ اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے۔ اور **یہی پاک تثلیث ہے**۔ جو اس درجۂ محبت کے لئے ضروری ہے۔ **جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے۔ اور ذرۂ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے۔ حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے**" ❊

اب اس عبارت کو پڑھ کر کیا یہ وہم بھی رہ جاتا ہے۔ کہ آپ کو ابن اللہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ یا آپ تثلیث کے قائل ہیں۔ آپ نے تو اس غلطی کو واضح کیا ہے جو عیسائیوں کو حقیقت ابنیت کے نہ سمجھنے میں لگی۔ اور جس سے وہ دھوکہ کھا کر تین اقنوم بنا بیٹھے۔ چنانچہ آپ نے **بندہ اور الٰہی خالق اور مخلوق** کا لفظ لکھ کر بتا دیا ہے۔ کہ کوئی ایسی تثلیث نہ سمجھے۔ جس کے عیسائی قائل ہیں۔ پھر آخر میں

جسکو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے۔

اور ذرہ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے۔ حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے۔

یہ الفاظ لکھ کر تثلیث کی سخت تردید کی اول تو اسے **مشرکانہ** ٹھہرایا ہے۔ پھر ایک دلیل دی ہے۔ کہ جو ذرہ امکان ہے ہالکۃ الذات ہے باطلۃ الحقیقت ہے۔ وہ کیونکر **حضرت واجب الوجود** کے برابر ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح پر تثلیث کا عقیدہ غلط ثابت کیا ہے۔ باوجود اس کے یہ کہنا کہ احمدیت میں بھی تثلیث ہے۔ اور عیسائیت میں بھی تثلیث کس قدر ظلم اور بہتان ہے۔ وہ برگزیدۂ کبریا جو اس لئے مبعوث ہوا۔ کہ دلائل حقہ و حجج نیرہ سے تثلیثی عقائد کا رد کرے اسے تثلیث کا قائل بتانا۔ ایک امر باطل ہے۔ ہر شخص کے عقائد اس کی محکم عبارتوں سے دیکھے جا سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود تو اپنے پیرووں کو بھی ہدایت فرماتے ہیں۔ پس ان پر کیوں کر گمان ہو سکتا ہے۔ کہ وہ تثلیث کے قائل تھے۔ جبکہ ان کے مریدوں سے بھی کسی کا یہ مذہب نہیں۔ باقی پاک اور پلید کوئی بڑا فرق نہیں۔ یہ کہنا بھی اسی کا کام ہے۔ جس کا دل ایسا گندہ ہے۔ کہ خبیث و طیب میں فرق نہیں کر سکتا۔

دوسرا الہام انت منی بمنزلۃ ولدی کی تشریح بھی حضرت اقدس نے خود ہی فرما دی ہے۔ دیکھو دافع البلاء صفحہ ۶

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اسکا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں۔ یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ اور فرمایا یداللہ فوق ایدیھم ایسا ہی بجائے قل یا عباد اللہ کے قل یا عبادی بھی کہا۔ اور یہ بھی فرمایا فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم۔ پس اس خدا کے کلام کو ہشیاری اور احتیاط سے پڑھو۔ اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ۔ اور اسکی کیفیت میں دخل نہ دو۔ اور حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے۔ تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اسکے کلام میں پایا جاتا ہے پس اس سے بچو۔ کہ متشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ۔ اور میری نسبت بینات میں سے یہ الہام ہے۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن۔ منہ"

# ثبوت ملائکہ
## نمبر ۱

(از سید محمد اسحٰق صاحب۔ مولوی فاضل)

۳۱ جنوری کو میں نے مبلغین کی اعلیٰ کلاس اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے سامنے ملائکہ کے متعلق ایک لیکچر دیا تھا۔ جو اختصار کے طور پر* میں نے یہ بیان کیا تھا۔ کہ کسی بات کے ثبوت کے دو ہی پہلو ہوتے ہیں۔ عقلی اور نقلی۔ اور جس بات کو عقل سلیم غلط قرار دے۔ گو وہ نقل کے لحاظ سے کیسی ہی اعلیٰ پایہ کی ہو۔ لیکن تاہم وہ درست اور صحیح ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس کی مثال میں ہم عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث پیش کر سکتے ہیں۔ یہ عقیدہ نقل کے لحاظ سے درست ہے۔ یعنی عیسائیوں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے علماء اس کو مانتے ہیں۔ اور پولوس جو عیسوی مذہب کا ایک طرح سے بانی ہے۔ وہ بھی اس عقیدہ کو تسلیم کرتا ہے لیکن چونکہ یہ مسئلہ عقل کے خلاف ہے۔ اور ایک منٹ کیلئے بھی ہماری ضمیر تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ ایک ہی وقت میں تین ایک ہوں۔ اور ایک تین۔ اس لئے ایسے مسئلہ کو فوراً رد کر دیا جائے گا۔ اور گو نقل کے لحاظ سے درست ہے۔ مگر عقل اس کو نہیں مانتی۔ اس لئے ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے دوسرا پہلو نقل ہے۔ سو اگر ایک بات عقل کے مطابق ہو اور عقل اس کا انکار نہ کرے۔ اور عقل کے نزدیک وہ ناممکن نہ ہو۔ مگر نقل سے اس کا کچھ ثبوت نہ مل سکے۔ تب بھی ہم اسے نہیں مان سکتے۔ مثلاً کوئی کہے۔ کہ ملکہ معظمہ ایک دفعہ ہندوستان میں تشریف لائی تھیں۔ تو ہم اس بات کو درست نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ یہ نقل کے خلاف ہے۔ گو ملکہ معظمہ کا ہندوستان میں آنا ان کی زندگی میں ناممکن نہ تھا۔ نہ عقل اس کے مخالف ہے۔ سامان موجود تھے۔ ریل اور جہازوں کی آمد و رفت تھی۔ ہر شخص آسانی سے آ جا سکتا تھا۔ اور اگر ملکہ معظمہ چاہتیں۔ تو ہندوستان آ سکتی تھیں۔ لیکن یہ بات نقل کے خلاف ہے۔ یعنی ان کے ہندوستان میں آنے کی کوئی صحیح روایت موجود نہیں۔ بلکہ صحیح روایات بیان کرنے والے اور ملکہ معظمہ کے حالات تحریر کرنے والے اس بات کے مخالف ہیں۔ اس لئے ہم اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ غرض جو بات عقل کے خلاف ہو۔ وہ بھی درست نہیں۔ اور جو بات نقل کے موافق نہ ہو۔ اسے بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ اور جو دونوں کے خلاف ہو۔ وہ تو بالکل ہی بیہودہ ہے۔ اس لئے جو بات ہم ثابت کرنا چاہیں۔ اسے انہی عقلی و نقلی دو پہلوؤں سے پرکھنا چاہئے۔ اب ہم فرشتوں کے وجود اور ملائکہ کی ہستی کو پہلے عقلی سیاق پر پرکھتے ہیں۔

* [illegible]

## ملائکہ کا وجود عقلی پہلو سے

سو اگر ہم فرشتوں کے متعلق عقل سے فتویٰ پوچھیں۔ تو وہ انہیں ناممکن نہیں بتاتی۔ بلکہ اس بات کو جائز اور قرین قیاس سمجھتی ہے۔ کہ فرشتے ہوں کیونکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے تمام فیوض ہمیں بلا واسطہ نہیں ملتے۔ بلکہ واسطوں اور وسیلوں کے ذریعہ سے ہم تک پہنچتے ہیں۔ دیکھو ہمیں پیاس لگتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے اسے بجھاتا ہے۔ مگر بلا واسطہ نہیں۔ بلکہ پانی کے ذریعہ اسی طرح ہمارے بدن میں تحلیل کا سلسلہ رکھا گیا ہے۔ اور ہمیں بھوک لگتی ہے۔ اور وہی رحیم کریم خدا اپنی بندہ نوازی سے ہماری بھوک دور کرتا ہے۔ مگر کیا کسی واسطہ کے بغیر۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اناج کے ذریعہ میووں کے واسطہ سے۔ جانوروں کے گوشت کے وسیلہ سے۔ پھر ہمیں گرمی سردی ستاتی ہے۔ ان کا دفیعہ بھی اللہ ہی کرتا ہے۔ مگر لباس کے ذریعہ۔ روئی اُون اور ریشم کے واسطہ سے۔ پھر ہم روشنی کے محتاج ہیں۔ وہ بھی اسی نے ہمیں دی مگر سورج کے ذریعہ۔ غرض جسمانی عالم میں جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض ہم تک پہنچتا ہے۔ وہ بلا واسطہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ کسی نہ کسی واسطہ سے۔ اسی طرح عقل تقاضا کرتی ہے۔ کہ روحانی عالم میں بھی کوئی ذرائع ہوں۔ اور وحی و الہام بھی نبیوں کو کسی واسطہ سے ہوتے ہوں۔ سو انہی واسطوں کا نام ملائکہ ہے۔ اور وہ ہستیاں جو خدا کا پیغام نبیوں اور رسولوں تک پہنچاتی ہیں۔ انہی کو اسلامی زبان میں ملائکہ کہتے ہیں۔ اور وہ وجود جو روحانی تحریکوں اور لوگوں کو نیک ترغیبیں دینے کے کام پر مقرر ہیں۔ انہی کو ہم فرشتہ کہتے ہیں۔ غرض فرشتوں کے وجود کو عقل ناممکن نہیں بتاتی۔ بلکہ عقل جب مشاہدہ کرتی ہے۔ کہ اس جسمانی عالم میں الٰہی فیوض اور برکات کے لئے مختلف وسیلے ہیں۔ اور کوئی کام بے وسیلہ نہیں ہوتا۔ تو وہ فوراً یقین کر لیتی ہے۔ کہ عالم روحانی میں بھی کچھ وسائط ہونے چاہئیں۔ وہ روحانی فیوض جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں تک پہنچتے ہیں۔ وہ بھی وسیلوں کے ماتحت ہونے چاہئیں۔ سو عقل بجائے اس کے کہ فرشتوں کو ناممکن الوجود ٹھہرائے۔ ان کی ہستی کو قرین قیاس بلکہ یقینی تسلیم کرتی ہے۔ سو دونوں پہلوؤں میں سے عقلی پہلو سے تو فرشتوں کا وجود ثابت ہو چکا۔ اب نقلی پہلو دیکھو۔

## فرشتوں کا وجود نقلی پہلو سے

نقلی لحاظ سے فرشتوں کا وجود اظہر من الشمس کی طرح ثابت ہے۔ کیونکہ کوئی مذہب نہیں۔ جس میں کسی نہ کسی رنگ سے فرشتوں کا اقرار نہ کیا گیا ہو۔ ہندو بھی دیوی دیوتوں کے قائل ہیں۔ زرتشتی بھی روحانی محرکوں کے مقر ہیں۔ یہودیوں کو بھی فرشتوں کی ہستی مسلم ہے۔ اور عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے پھر ان کے بعد اسلام بھی کھلے لفظوں میں ملائکہ کا وجود تسلیم کرتا ہے۔

سو اگر نقلی پہلو سے فرشتوں کی ہستی کا ثابت کرنا مطلوب ہو۔ تو اس کے لئے اتنا ہی کہدینا کافی ہے۔ کہ صرف کوئی ایک مذہب ہی ان کے وجود کا مقر نہیں بلکہ تمام مذہب مختلف رنگوں میں ان کو مانتے ہیں۔ سو جب عقل بھی ملائکہ کی ہستی کو تسلیم کرتی ہے۔ اور نقلی طور سے بھی کافی ثبوت موجود ہے۔ تو ایک صحیح العقل شخص کا ہرگز حق نہیں۔ کہ وہ انکار کرے۔ اس کے بعد میں تفصیل سے وہ دلائل لکھتا ہوں جن سے فرشتوں کے وجود کو ہم منکرین پر ثابت کر سکتے ہیں۔

## دلیل اوّل

دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں۔ وہ سب کے سب فرشتوں کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔ قدیم ہندو بھی بہت سی ایسی ہستیاں مانتے ہیں۔ جو انسان کو نظر نہیں آتیں۔ بلکہ نہاں در نہاں ہیں۔

لیکن روحانی لحاظ سے ان کا انسان سے تعلق ہے۔ چنانچہ دیوتوں اور دیویوں کو جو دوسرے لفظوں میں فرشتوں کے نام سے موسوم ہیں۔ اب تک ہندو مانتے ہیں۔ اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ خیر و شر پہنچانے کے لئے بہت سے ایسے وجود ہیں۔ جو ان جسمانی آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔ اور چونکہ ہندوؤں کے دل میں جسمانیت نے اپنا گھر کر لیا ہے۔ اور ہر چیز کو وہ جہرۃً مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ان دیوتوں اور دیویوں کے مجسمے بنا لئے ہیں۔ اور پتھر تراش کر انہیں مختلف پوشیدہ ہستیوں کی خیالی تصویر سمجھ لیا ہے۔ اور اس سے بھی آگے بڑھے اور خدا کی تصویر بنائی۔ اور بت بنا کر انہیں خدائی صفات دیکر پوجنے لگے۔ غرض فرشتوں کو ہندو بھی دیوتوں اور دیویوں کے نام سے مذہباً تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح پارسی بھی خیر و شر کے مظہر بہت سے نہاں در نہاں وجود مانتے ہیں۔ پھر یہود کو لو۔ اور عیسائیوں کے مذہب کی طرف توجہ کرو۔ ان کی کتابوں میں سینکڑوں مرتبہ کھلے لفظوں میں فرشتوں کا ذکر ہے۔ اور بہت سے فرشتوں کے نام بھی انہیں درج ہیں۔

پھر اسلام کو لو۔ اس میں تو ملائکہ کو ماننا ایک فرض قرار دیا ہے۔ اور ان کا ماننا ایمان کا ایسا رکن تسلیم کیا ہے۔ جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اب جبکہ ہم نے ثابت کر دیا۔ کہ تمام مذاہب اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ تو نتیجہ نکلا۔ کہ واقعہ میں فرشتوں کا وجود ہے۔ ورنہ تمام مذاہب میں یہ اتفاق نہ ہوتا۔ مذاہب کا اتفاق ہی فرشتوں کے وجود کی ایک بڑی زبردست دلیل ہے۔ صرف وہم پر اس کی بنیاد نہیں ٭

## درس قرآن شریف کے نوٹ

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ دفتر اخبار الفضل سے چار روپے میں مل سکتے ہیں۔ حجم ۱۰۲۴ صفحے ٭

(مینیجر)

## آریہ صاحبان جواب دیں

سوامی دیانند اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۳ میں ان عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے جن سے نکاح نہیں کرنا چاہیئے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جس عورت کی آنکھیں بھوری ہوں۔ اس سے کوئی شخص نکاح نہ کرے۔ میں نے جب مقام پڑھا۔ تو سمجھا۔ کہ شاید آگے چلکر سوامی صاحب نے کوئی معقول وجہ اس ممانعت کی پیش کی ہو گی۔ مگر ورق گردانی کے باوجود مجھے اس میں ناکامی ہوئی۔ اب اگر تو وہ اس دنیا میں موجود نہیں۔ ہاں ان کے متبعین سے پتہ چل سکتا ہے۔ اس لئے ہر سچے آریہ کا فرض ہے۔ کہ وہ مجھے مندرجہ ذیل باتوں کا جواب دے ٭

۱- بھوری آنکھوں والی عورت سے نکاح نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا طبی اصول بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ یا نہیں۔

۲- یورپ میں تمام عورتیں بھوری آنکھ والی ہوتی ہیں۔ اب بتلایئے۔ یورپ والے ان سے شادی نہ کریں۔ تو کیا کریں۔ اور اب جو آریہ سماج قائم ہوا ہے اگر اس کی تبلیغ سے یورپ امریکہ والے آریہ ہو جاویں۔ تو وہ ستیارتھ پرکاش کے مطابق کن عورتوں سے شادی کریں۔ کیا ہندوستان کی آریہ عورتیں اس قدر تعداد میں ہیں۔ کہ ان کے نکاح میں آکر پھر آریہ مردوں کے لئے کفائت کر سکیں گی ٭

۳- اگر بھوری آنکھ نکاح میں ایک روک ہے۔ تو بتایئے۔ کہ جس مرد کی آنکھیں ایسی ہوں۔ اس کے نکاح میں کوئی سیاہ چشم عورت آسکتی ہے یا نہیں۔ اگر آسکتی ہے۔ تو بتاؤ۔ باوجود مرد کی بھوری آنکھ ہونے کے پھر نکاح کی کیوں اجازت ہے۔ کیا مرد کی بھوری آنکھ موجب نقصان نہیں۔ اور اگر ایسے مرد سے بھی اجازت نہیں تو بتاؤ۔ سوامی صاحب نے اس کی ممانعت کہاں پر بیان کی ہے۔ اگر نہیں کی۔ تو اقرار کرو۔ کہ تمہاری تعلیم ناقص ہے۔

۴- یہ تعلیم کہ بھوری آنکھ والی عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیا خاص وید میں مذکور ہے۔ یا منو وغیرہ میں۔ اگر وید میں ہے۔ تو شرتی سمیت لفظی ترجمہ شائع کرو۔ اور اگر وید میں نہیں ہے۔ تو بتاؤ۔ کہ یہ تعلیم درست ہے یا غلط اگر درست ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ انسانوں کے لئے ایک مفید تعلیم تھی۔ لیکن وید میں اس کا ذکر نہیں۔ اور اس طرح وید نامکمل ٹھہرتا ہے۔ اور اگر یہ تعلیم غلط ہے۔ اور وید نے بھی اسے بیان نہیں کیا۔ تو سوامی دیانند پر دو الزام آتے ہیں ایک افترا کا۔ کہ باوجود یہ تسلیم کرنے کے کہ ہماری ساری تعلیم وید سے اخذ کردہ ہے۔ پھر ایک ایسی بات بطور تعلیم دینی کتاب میں لکھی۔ جو وید میں نہیں۔

٭ دوسرا الزام جہالت کا عائد ہوتا ہے۔ کہ دینی کتاب میں ایک بات ایسی لکھی۔ جو طب سائنس اور علم صحیح کے خلاف ہے۔

۵- اگر ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کے مطابق بھوری آنکھ والی عورت سے شادی نہ کیجاوے۔ تو وہ عورتیں باوجود قویٰ شہوانیہ کیا کریں۔ وید نے کوئی اسکا تدارک بھی کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے۔ تو شرتی مع لفظی ترجمہ لکھو۔ اگر نہیں۔ تو کیا یہ ظلم نہیں۔ کہ عورتوں کو قویٰ دیئے جائیں۔ خواہشات انہیں رکھی جاویں۔ مگر پھر ان کے نکاح کی ممانعت کی جاوے۔

## معاصرانہ ہمدردی

اخبارات میں یہ پڑھکر ہمیں افسوس ہوا۔ کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر "وطن" کے چھوٹے بھائی مولوی محمد اکرام اللہ خان بی۔ اے انسپکٹر ڈاکخانجات نے بمرض طاعون عین عالم شباب میں وفات پائی۔ اس صدمہ میں ہمیں مولوی انشاء اللہ خانصاحب اور مولوی محمد شجاع اللہ صاحب ایڈیٹر ملت سے ہمدردی ہے ٭

۲- اردو زبان کو مولوی الطاف حسین صاحب حالی کا صدمہ ابھی فراموش نہیں ہوا تھا کہ اب خبر آئی ہے۔ کہ اودھ پنچ کے ایڈیٹر مولوی سجاد حسین صاحب فوت ہو گئے۔ ہر زبان کیلئے ظرافت بھی ضروری ہے۔ اودھ پنچ کے ذریعہ مولوی صاحب موصوف نے ملک و قوم کی اچھی خدمت کی۔ اب دیکھئے اس خدمت میں ان کا کوئی قائمقام ہوتا ہے یا نہیں۔ ظرافت کو تمسخر تک پہنچا دینا آجکل ملک کے مذاق میں بہت ہو رہا ہے۔ جو بجائے ترقی کے تنزل کی علامت ہے۔ ضرورت ہے کہ جیسے حالی نے اردو شاعری کو سادگی طبیعت کا لباس پہنا دیا تھا۔ اسی طرح کوئی اودھ پنچ بھی سنجیدگی سے ظرافت کا لباس پہنا دیوے ٭

# متفرق نوٹ

## ۱۹۱۴ء کی تعلیمی رپورٹ

صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب نے جو صوبہ پنجاب کی تعلیمی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس کا مندرجہ ذیل اقتباس امید ہے۔ کہ دلچسپی سے پڑھا جائے گا ؛

" دوران سال میں صوبہ میں چھ سو سے زیادہ تعلیم گاہوں میں اضافہ ہوا۔ اور طلباء کی حاضری ۴۳ ہزار سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور ہر قسم کا خرچ تعلیم پر ۹ لاکھ روپیہ اضافہ ہو کر ۹۳ لاکھ روپیہ تک پہنچ گیا۔ کہ جس میں سے ۳۰ لاکھ پراونشل اور ۲۰ لاکھ امپیریل فنڈوں سے ملا یا یوں کہو۔ کہ نصف کروڑ روپیہ سے زیادہ گورنمنٹ کے خزانہ سے اور باقی چالیس لاکھ کے قریب پرائیوٹ ذریعوں سے آیا۔ چار سو سے زیادہ نئے سکول تعمیر ہوئے۔ یا پرانے سکولوں کی توسیع اور اصلاح ہوئی۔ حاضری کے رجسٹروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سکول جانے والی آبادی کی تخمینی مقدار کی اوسط فیصدی ۳۷ر۲۱ سے ۴۲ر۴۹ تک بڑھ گئی اور لڑکیوں کی ۴ر۳۱ سے ۷ر۶ تک غرضکہ صوبہ پنجاب میں تعلیم نے ترقی کی ہے ؛

زیادہ ترقی پرائمری پرائمری تعلیم میں رونما ہوئی ہے۔ یعنی ۹۴۴ نئے مردانہ پرائمری سکول اور ۴۴ نئے زنانہ سکول سال گذشتہ میں بڑھ گئے۔ اور کل طالبعلم اس صوبہ میں سال گذشتہ میں (۲۷۴۷۷) پڑھ گئے ہیں کہ جن میں (۲۸۹۲۲) اور (۲۷۵۵) لڑکیاں تھیں۔ یکالیک سال ماسبق میں کل (۲۰۶۶۹) طالب علم پڑھتے تھے۔ اور آج کل (۲۵۷۰۰) یعنی ۱/۴ ملین سے زیادہ بچے پرائمری سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں ؛

دوران سال میں ایک ہزار مدرس بڑھ گئے ہیں۔ ٹرینڈ ٹیچروں کی تعداد میں بھی قابل اطمینان ترقی ہوئی ہے۔

ایک اور مسئلہ جو دیہاتی پرائمری مدارس کے متعلق زیر غور ہے۔ وہ ان کے نصاب تعلیم کی اور مقدار اوقات کی مناسبت کا ہے۔ کیونکہ امید ہے کہ دیہاتی مدارس میں زیادہ عملی تعلیم اور تعلیم کے گھنٹوں کی کمی زیادہ شاگردوں کو متوجہ کریگی ؛

زراعت پیشہ جماعت کے بچوں کی بھی بمقدار ۲۴ فیصدی معافی فیس منظور کر لی گئی ہے۔ گورنمنٹ کی امداد اس عرصہ میں ڈسٹرکٹ بورڈوں کو پرائمری مدرس کے لئے پونے دو لاکھ کے قریب بڑھ کر کل بارہ لاکھ ہو گئی ہے۔ اس لئے جو خرچ فیس سے پورا کیا جاتا تھا۔ اس میں اور بھی تخفیف ہو گئی ہے۔

کالج تعلیم میں بھی امسال بہت ترقی ہوئی ہے اور دوران سال میں (۴۰۳) طلباء بڑھ کر کل ۳۱۷۷ طلباء کالجوں میں پڑھتے ہیں ؛

گرل سکول کی حاضری میں بھی ترقی جاری ہے۔ جو بمقابلہ ماسبق ۱۰ فیصدی کے امسال ۱۴ فیصدی ہے

## غیر مذاہب کی تبلیغی کوششیں

مفصلہ ذیل اعداد۔ جو صرف نینی تال کی مجلس کے ہیں۔ وہ پڑھ کر ہمارے برادران طریقت کو جو کچھ کرنا چاہیئے۔ وہ خود بہترین اندازہ کر سکتے ہیں ؛

(۱) ۱۹۱۱ء میں انجیل کی ۷ لاکھ اشاعت ہوئی۔

(۲) ۱۹۱۲ء میں ۷۵ لاکھ انجیلیں شائع کی گئیں۔

(۳) ۱۹۱۳ء میں ۸۹ لاکھ ۸۵ ہزار ۲۳۲ جلدیں تقسیم ہوئیں

(۴) پندرہ لاکھ ۵۶ ہزار ۱۸۲ جلدیں مکمل کتاب مقدس کی تقسیم کی گئیں۔

بارہ لاکھ ۷۵ ہزار چالیس کتابیں عہد جدید کی چھپیں اور ۶۶ لاکھ ۷۶ ہزار ۹۱۳ کاپیاں انجیل کے متفرق حصوں کی بانٹی گئیں۔ (۵) ہندوستان کے تین صوبوں میں انجیل کی دو لاکھ ۴۰ ہزار ۹۲۸ جلدیں تقسیم اور فروخت ہوئیں ۶ ان صوبوں کی چھ بیس بولیوں اور لہجوں میں انجیل کے ترجمے ہوئے۔ ۲۹ عورتیں اور ساٹھ مولا نامہ اشاعت انجیل کا کام کرتے ہیں۔ اور انجیل کی ۴۹ لاکھ جلدیں عام ہندوستانی لوگوں کے مطالعہ میں آچکی ہیں۔

(۶) پچھلے سال اشاعت انجیل میں دس لاکھ زیادہ ترقی ہوئی۔ اور گذشتہ پندرہ سالوں کی نسبت اب اس کی اشاعت المضاعف ہے ؛

## نو مبائعین

| | |
|---|---|
| امام بخش صاحب نمبردار | ضلع گجرات |
| سائیں لوک صاحب | " |
| محمد مبارک صاحب | " |
| صدر الدین صاحب | " |
| محمد وزیر صاحب | " |
| اہلیہ صاحبہ محمد بخش صاحب | تحصیل مکیریاں |
| اہلیہ صاحبہ محمد الدین صاحب | ضلع گورداسپورہ |
| مسماۃ خیران دختر " | " |
| مسماۃ نور بیگم صاحبہ | " |
| عالم الدین صاحب | مان پور |
| محمد اسمٰعیل ولد حسن محمد صاحب | ضلع سیالکوٹ |
| بابو فقیر علی صاحب | ضلع امرتسر |
| ملک بادشاہ صاحب بمع اہل و عیال۔ | ضلع پشاور |
| سید مشان صاحب | " |
| محمد فضل احمد صاحب | ضلع گجرات |
| حبیب | کنپور، کشمیر |
| رحمان نون | " |
| احمد نون | " |
| کریم بخش صاحب | ریاست پٹیالہ |
| حافظ شیر محمد صاحب | " |
| بیراں صاحب | " |
| نور محمد صاحب | " |
| مرزا رشید بیگ صاحب | " |
| فاطمہ بنت مولوی فیض الدین صاحب | سیالکوٹ |
| میاں غلام محمد۔ میاں بھاگ۔ حیات محمد | ضلع لائلپور |
| عطاء اللہ صاحب خلف ڈاکٹر احمد خانصاحب۔ | ضلع گجرات |
| اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر صاحب | " |
| اہلیہ صاحبہ میاں میراں بخش صاحب | " |
| اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد علی خان صاحب | " |
| اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب | " |
| اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر برکت اللہ صاحب | " |
| اہلیہ صاحبہ الہی بخش صاحب | " |
| اہلیہ صاحبہ اکبر علی خانصاحب | " |
| اہلیہ صاحبہ میاں جمال الدین صاحب | " |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خطبۂ جمعہ

(جو مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے دیا)

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
الآیۃ پڑھ کر فرمایا:- خدا نے مومنین کو ان آیات میں بتایا ہے کہ وہ اپنا علیحدہ آدمیوں رکھیں۔ ہر شخص اپنے مذاق کے مطابق کام کرتا اور ایک رائے رکھتا ہے۔ کل حزب بما لدیھم فرحون ان حالات میں ضروری ہے کہ ذہنی اتفاق رکھنے کے لئے رسول کو اسوۂ حسنہ قرار دیا جاوے۔ خلفاء کی اطاعت کا مسئلہ بھی اسی کے اندر ہے ؎

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو راہ ہدایت پر لاکر کامیاب بنانا چاہتا ہے تو ان میں اپنا ایک بندہ مبعوث کرتا ہے جو ان کے لئے اسوۂ حسنہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ میں اپنی مقبولیت رکھتا ہے اور لوگ اس کی رفتار۔ گفتار۔ کردار میں الٰہی جلال دیکھ کر اس کا تتبع کرتے ہیں کیونکہ ہر امر میں اس کی تائید و نصرت و کامیابی و کامرانی نبوت کے اثبات کا کہ اللہ اس کے اخلاق عادات عقائد اعمال سے راضی ہے۔ پس نمونہ پکڑنے کے لئے اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ کذالک نجزی المحسنین۔ اور تاریخ اس کی تائید کرتی ہے کہ جو ان نبیوں کا نمونہ اختیار کرتا ہے۔ اسپر بھی وہی فضل ہوتے ہیں جو انبیاء پر ہوتے ہیں۔ آدم سے لیکر ایندم تک فوز و فلاح و نجات کی یہی راہ ہے اس کے ماسوا سب ہیچ ہے ؎

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے سامنے جانے کا خوف رکھتے ہیں وہ ضرور اپنی نجات کی فکر کرتے ہیں اور اس کی راہ یہی ہے کہ وہ رسول وقت کا اتباع کریں اس اتباع میں ہر ایک یہ بھی ہے کہ ہر قول و فعل حرکت و سکون اللہ کے حکم کے ماتحت ہو۔ خدا کی یاد کے یہی معنے ہیں کہ جو حکم کسی موقع یا وقت کے متعلق ہوا سے ادا کرے۔ مثلاً اس وقت خطبہ جمعہ ہے۔ تو سامعین پر ارشاد باری تعالیٰ اذا قرئ القرآن فاستمعوا الخ کی تعمیل ضروری ہے۔ اور یہاں تک خاموشی ضروری ہے کہ کسی دوسرے بولنے والے کو بھی یہ کہنے کی اجازت نہیں کہ تم چپ رہو ؎

اسی اسوہ پر ایک بات یاد آگئی۔ حضرت مسیح موعود سے کسی نے عرض کیا کہ حضور جسطرح ایمان باللہ و بالرسول کے متعلق تقریریں فرماتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض داڑھی منڈانے والے یا اس قسم کے منہیات کے متعلق بھی کوئی روز مقرر فرمائیں۔ اعمال صالحہ اثبات پر وعظ ہو۔ فرمایا۔ ہم تو تبلیغ کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ مگر اسی طرز پر کام کرینگے جسپر اللہ نے چلایا ہے ہم تو عملی زندگی کو سنوارنے کے لئے ایمان ہی کو مقدم سمجھتے ہیں جو مجھ پر ایمان لائیگا وہ خود میری داڑھی دیکھ کر داڑھی رکھ لیگا۔ غرض رسول پر ایمان ہی عملی زندگی کو سنوارنے والا ہے۔ مگر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو صحبت میں رہ کر صحبت سے پورے مستفیض نہیں ہوتے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بھی ایسے آدمی تھے۔ انہی لوگوں میں سے ایک ذوالخویصرہ تھا جس نے کہا تھا کہ آپنے یہ تقسیم مال انصاف سے نہیں کی۔ اسکے جواب میں حضور نے فرمایا کہ دیکھو اس شخص کی نسل یا اتباع سے وہ لوگ نکلیں گے جو قرآن تو پڑھیں گے مگر اسلام سے ایسے باہر ہونگے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایسا گروہ حضرت علی کے وقت میں پیدا ہوا۔ جن کے عقائد میں سے ایک یہ ہے کہ ان الحکم الا للّٰہ والامر بیننا شوریٰ چنانچہ اسی دلیل سے وہ خلافت کے منکر ہیں۔ حالانکہ حدیث میں ہے۔ من اطاع الامیر فقد اطاعنی ومن عصی الامیر فقد عصانی۔ دیکھو یہ امیر کے بارے میں ہے۔ اور خلیفہ کی شان تو اس سے بہت بڑھ کر ہے مگر یہ لوگ اس سے منکر ہیں۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مال کے بارے میں اعتراض کرنیوالوں کا یہ حال ہو انتھا تو ضرور تھا کہ دوسری بعثت میں بھی آپ پر مال کے بارے میں اعتراض کرنیوالوں کا یہ انجام ہو اور میں اس خدا کی قسم کھا کر جس کے قبضۂ قدرت میں میری اور میرے باپ دادا کی جان ہے۔ شہادت دیتا ہوں کہ مولوی محمد علی اور خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نسبت میرے سامنے اعتراض کیا کہ جو مال آپکے پاس آتا ہے وہ بیجا طور پر خرچ ہوتا ہے۔ میں ان صاحبوں کو دو موقعے یاد دلاتا ہوں۔ ایکبار جب حضرت اقدس نے انکی لنگر کے متعلق باتیں سنکر فرمایا تھا کہ یہ لوگ مجھے خائن سمجھتے ہیں تو میں نے یہ بات مولوی محمد علی کو محض اسلئے سنائی کہ آئندہ کبھی ایسی بات کر کے نقصان نہ اٹھائیں تو جب خواجہ صاحب کو مولوی محمد علی صاحب نے یہ بات سنائی تو انہوں نے مجھے بلاکر سب واقعہ زبانی سنا تو خواجہ صاحب نے ایک طرف تو مجھے کہا کہ میں حضرت صاحب تک یہ بات پہنچاؤں کہ ان کا منشاء یہ نہیں وہ تو حضور کے خادم ہیں بلکہ اس کا منشاء یہ تھا کہ لنگر کی وجہ سے جو تشویش حضور کو لاحق ہوتی ہے ہم اس سے حضور کو فارغ کر دیں اور دوسری طرف مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ اب یہ بات مجھ میں آگئی۔ اب میں ایسے رنگ میں پیش کرونگا کہ ضرور کامیابی ہوگی تو مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ میں تو اب نہ کہونگا تو اسپر خواجہ صاحب نے انکو بڑی ملامت کی کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ قوم کا مال تباہ اور ضائع ہو رہا ہے اور یہ وہ اسقدر روپیہ ہے۔ کہ اگر عمدہ طریق سے استعمال کیا جائے اور بیجا صرف نہ ہو تو لنگر کیا ان سب قومی کاموں کیواسطے کافی ہو جو کہ آپ لوگوں نے شروع کئے ہوئے ہیں ؎

دوسری بار گڈیا فواالے کے سفر میں پھر ذکر کیا کہ جو مال ہم دیتے ہیں اس کا زیور بنتا ہے جس کا اثر ہماری بیویوں پر بھی برا پڑتا ہے اور ساتھ ہی خواجہ صاحب نے کہا کہ کسی نے واقعہ کو شاید بھلایا جا سکے میں تو سب حالات سے واقف ہوں کیونکہ زیور بنتا ہے اور مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ انبیاء کے فعل دو قسم کے ہوتے ہیں ایک نبوت کے ماتحت دوم بشریت کے ماتحت۔ اور دوسری قسم کے افعال میں اس قسم کی کمزوریاں ہوتی ہیں (نعوذ باللہ)

پس جیسے پہلی بعثت میں ایک گستاخی کرنیوالے کی نسل یا اتباع سے خوارج پیدا ہوئے۔ دوسری بعثت میں بھی ایسے معترضین کا یہ حال ہو گا تھا جو افسوس ہے کہ ہو گیا۔ فدمات کو ہم کیا کریں۔ بلعم باعور کا قصہ سب کو معلوم ہے یہ وہ شخص تھا جس کی دعا حضرت موسیٰ ایسے جلیل الشان نبی کے مقابل میں قبول ہوئی مگر اخلد الی الارض کی وجہ سے مثلہ کمثل الکلب ہو گیا یہی مقام خوف ہے۔ انصار کا قصہ تو مشہور ہی ہے وہ شخص جسے حضرت ابوبکر کے مقابل میں خلافت کے لئے پیش کیا جاتا تھا۔ خلیفۂ حق کی بیعت نہ کرنے سے مرتدین میں سمجھا گیا اور نہایت گمنامی میں فوت ہوا ؎

تم ایسی مثالوں سے عبرت پکڑو اور اپنے مسیح کا نمونہ اختیار کرو دیکھو انکی زندگی کا مشن اشاعت قرآن مجید تھا۔ علیگڈھ سے اس معاملہ میں شرکت کی دعوت آئی (وہاں کوئی ایسی انجمن قائم ہوئی تھی) مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ اس دعوت نامہ کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے کہ علی گڈھ فتح ہو گیا۔ کیونکہ اب ہمارا اثر ہی وہاں غالب رہیگا مگر جب یہ مسئلہ حضرت کے پیش ہوا تو فرمایا کہ ہم تو ان لوگوں کے ساتھ ملکر [illegible]

مم نہیں۔ وہ تو ایسے لوگوں پر وہ ماھم بمومنین کا فتویٰ دیتا ہے خدا تعالیٰ اپنے مسیح کی جماعت کو ایسی مداہنت اور اس حدیث مذکورۃ الصدر کا مصداق ہونے سے بچائے ؎